ہوتا ہے اور شوہر بیوی کی سلیقہ مندی اور سگھڑاپے پر بھروسا کرتا ہے۔ اہم معاملات میں باتوں ہی باتوں میں ایک دوسرے کی رائے کا پتا چلا لیا جاتا ہے۔ بیوی مرد کو اپنی اطاعت اور خدمت ہی سے رام کرتی ہے اور مرد اپنی رفیقۂ حیات کو نرمی اور مٹھاس ہی سے پیچھے چلاتا ہے۔

والدین اور اولاد کے معاملے میں بھی مساوات اور برابری کا اصول شریعت نے قائم نہیں کیا ہے۔ والدین خالق کی معصیت پر مجبور کرنے والا حکم دیں تو اس کو نہیں ماننا چاہیے ورنہ عام حالات میں ان کی خدمت اور اطاعت واجبات میں سے ہے۔ ان کی خدمت اور اطاعت سے منہ موڑنا اسی طرح کبیرہ گناہ ہے جس طرح بیوی کا معروف میں خاوند کی اطاعت سے منہ موڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ ادب واحترام بیوی پر شوہر کا لازم ہے اور اولاد پر والدین کا۔ ماں باپ کی خدمات اور احسانات کا احساس نہ کرنا سعادت کے منافی ہے۔ اسی طرح بیوی کی ناشکرگزاری ایسا گناہ ہے جس کے باعث سب سے زیادہ عورتیں دوزخ میں پڑیں گی۔

ہماری ان گزارشات کا مقصد صرف یہ ہے کہ خاص طور پر خاندانی اور ازدواجی معاملات میں قران وسنت کے واضح احکامات کی بنیاد پر سوال کرنے والوں کی رہنمائی کی جائے اور دینی اساسات کو بنیاد بنایا جائے تو دراڑوں کو کم کیا جاسکتا ہے اور درزیں بھری جاسکتی ہیں۔ گھرانوں کو کش مکش' آویزش اور کشیدگی سے بچانے کی احسن تدبیر یہی ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں نصوص پر اطمینان پیدا کیا جائے۔ اخلاقی اقدار کی طرف لوٹایا جائے۔ برداشت اور تحمل کا سبق دیا جائے۔ حق ادا کرنے میں ایثار پر ابھارا جائے اور حق وصول کرنے میں رعایت کی تلقین کی جائے۔

۲

''حالاتِ حاضرہ''

محمد رمضان پھوڑ

۱- حکومت اور متحدہ مجلسِ عمل کے درمیان جو مذاکراتی عمل چل رہا تھا وہ تقریباً ناکام ہو چکا ہے۔ جمالی اور شجاعت صاحبان نے جو انداز اختیار کیا تھا وہ اب بے نتیجہ دکھائی دے رہا

ہے۔ اب سب حکومتی ادارے صدر پرویز شرف کے اصل مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اندریں حالات پارلیمنٹ کے اندر اور باہر کی اجتماعی فضا کسی نئے خطرناک بحران کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

۲- بھارت کے ساتھ مذاکرات کے لیے جو منتیں کی جا رہی تھیں اس سے موجودہ حکومت کی اصل کمزوری سامنے آچکی ہے۔ بھارتی الزام (دراندازی) کے جواب میں مقبوضہ کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کی مذمت نہ کر کے صرف مذاکرات کی رٹ لگانا حیرت کا موجب ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اندرونِ خانہ کشمیر کا کوئی حتمی فیصلہ طے پاچکا ہے جس کی تکمیل شاید عنقریب دورۂ امریکہ کے موقع پر کیمپ ڈیوڈ میں ہوجائے گی۔ امریکہ کے بش صاحب کی خوشنودی کے لیے شاید پاکستان وہ سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہو جائے جو ابھی تک باقی رہ گیا ہے۔ اس صورتِ حالات کے تدارک کے لیے حکومت کو لگام ڈالنا ازبس ضروری ہے۔

۳- صوبہ سرحد میں شریعت بل کی منظوری کے بعد حکومت کے حلقوں میں جو اضطراب، گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ طاری ہے وہ بھی قابلِ دید ہے۔ پہلے تو دبی زبان میں اسلام کو ترقی پسند، معتدل اور رواداری کا پیغام بر ثابت کیا جا رہا تھا، اب کھلے بندوں صدر سے لے کر وزیراعظم اور ان کے حاشیہ برداروں کی جانب سے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو طالبان ازم سے موسوم کیا جا رہا ہے جس کی پاکستان میں کوئی گنجایش نہیں ہے۔ پردہ، داڑھی، موسیقی کی بندش اور عریاں فلمی پوسٹروں اور فحش بورڈوں کی آڑ میں اسلام کو رگیدنے کی کافرانہ جسارتوں کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ برملا کہا جا رہا ہے کہ پاکستان میں لبرل اسلام کو لائے بغیر کوئی ترقی اور استحکام پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ مطلب یہ ہے کہ عالم کفر کی قوتوں کو وہ اسلام منظور و مطلوب ہے جو قرآن و سنت کی ٹھیٹھ تعلیمات کے مطابق ہونے کی بجائے عالمی نیو ورلڈ آرڈر کے معیار پر پورا اترتا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کو کمال اتاترک کا ترکی بنایا جانا مقصود ہے اور امریکہ کو راضی کرنے کے لیے اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا سرکاری پروگرام زیرعمل ہونے والا ہے۔ ملک کی تمام اسلامی قوتوں کو اس کے تدارک کے لیے کوئی موثر سبیل اختیار کرنا چاہیے تاکہ پاکستان قائم رہے اور اصل نصب العین (اسلامی نظامِ حکومت) کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے!